رانی بیگم
اسکالر پی ایچ۔ڈی اردو، اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی (کے پی)
پروفیسر ڈاکٹر محمد عباس
چیرمین شعبہ اردو، اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی (کے پی)

گلِ نغمہ (گیتان جلی) از عبدالعزیز خالد۔ایک جائزہ

Ms. Rani Begum
PhD Scholar, Department of Urdu, Islamia College Peshawar University (KP).
Prof. Dr. Muhammad Abbas
Chairman, Department of Urdu, Islamia College Peshawar University (KP).

Gul e Naghma (Geetanjali) By Abdul Aziz Khalid - An Analysis

Geetanjali, a collection of 103 songs, is among those spiritual works of Rabindranath Tagore on which he has been awarded with Nobel Prize in 1913 by London Society. When this book was published in 1912 by the name of “Song Offerings” in English, many people translated it in different languages. It is also translated many times in Urdu. Abdul Aziz Khalid was the first Urdu composer and translator of Rabindranath Tagore's "Geetanjali ". At the time of translating “Geetanjali", Khalid didn't have any authentic translation of the same book so that he might be at least guided and would adopted in translation. Khalid as a versatile and challenging writer had selected a new way which was completely new and strange but particularly its charm and eloquence could not be denied.

Keywords: *Spiritual, Noble Prize, Translation, Charm, Specific Style, Dominance.*

اردو میں رابندر ناتھ ٹیگور کے نوبل انعام یافتہ ادبی شاہکار "گیتان جلی" کے پہلے منظوم مترجم عبد العزیز خالد ہیں۔وہ ممتاز شاعر، نقاد، مترجم اور سرکاری ملازم تھے۔وہ اردو شاعری میں ایک ممتاز اور منفرد اسلوب کے مالک

تھے۔ انہیں شاعری کی صنف نعت گوئی میں بے پناہ شہرت حاصل تھی۔ انہوں نے عربی ادبیات کا گہرا مطالعہ کر رکھا تھا۔

عبدالعزیز خالد سے پہلے "گیتانجلی" کے صرف منثور تراجم موجود تھے جبکہ چند نظموں کا منظوم ترجمہ عبدالرحمٰن بجنوری کر چکے تھے۔ لیکن مکمل ۱۰۳ نظموں کا ترجمہ "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کے عنوان سے ۱۹۶۲ء میں عبدالعزیز خالد نے کیا۔یوں "گیتانجلی" کے منظوم تراجم میں اولیت کا سہرا عبدالعزیز خالد کے سر جاتا ہے۔اس کتاب کا آغاز ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کے ایک تعارفی مضمون سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ:

> "میں نے خود ایک زمانہ ہوا گیتانجلی کا ترجمہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ ترجمہ نظم میں کروں تاکہ جہاں تک ہو سکے کلام کی خوبی قائم رہے۔ لیکن چونکہ ٹیگور کے کلام کو ترجمہ میں ادا کرنے میں اس کی عظمت کے لحاظ سے ایسی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی تھی جس کا میں متحمل نہ ہو سکا، یہ ارادہ پورا نہ ہوا۔ دس پندرہ مقامات ترجمہ کر کے رہ گیا۔۔۔۔۔ لیکن الحمدللہ جس کام کو میں نہ کر سکا، اس کو ایک جوہر قابل نے پورا کیا۔"[1]

عبدالرحمٰن بجنوری کے اس ابتدائی مضمون کے علاوہ" گلِ نغمہ (گیتان جلی)" میں ڈبلیو۔بی ییٹس کا انگریزی گیتانجلی میں شامل دیباچہ اردو میں ترجمہ کر کے شامل کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ رابندر ناتھ ٹیگور کی بھتیجی اندرا دیوی چودھرانی اور شانتی نکیتن کے ایک پروفیسر کے نام گیتانجلی کی شانِ نزول سے متعلق ٹیگور کے لکھے ہوئے دو خطوط شامل ہیں جن کا اردو ترجمہ یونس احمر نے کیا ہے۔" ٹیگور بیک نظر" کے عنوان سے ایک مضمون بھی ہے، جس میں ۱۸۶۱ء سے ۱۹۴۱ء تک کے واقعات کا ذکر ہے۔یہ مضمون وقار خلیل کا لکھا ہوا ہے۔ "ماڈرن ریویو" کلکتہ کے ایڈیٹر رامانند چٹرجی کا ایک مضمون بھی شامل ہے جس میں انہوں نے ٹیگور کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیے ہیں۔رابندر ناتھ ٹیگور کا مضمون "میں ایک شاعر ہوں" کے عنوان سے جبکہ ابوالکلام آزاد کا ایک مضمون " ٹیگور کی شخصیت" کے نام سے شامل ہے۔

خالد نے کتاب کی ابتدا میں یہ تمام مضامین اس لیے شامل کیے ہیں تاکہ ٹیگور کی شخصیت اور ادبی کارنامے نمایاں طور پر سامنے آجائیں اور اردو دان طبقہ ٹیگور کی شخصیت سے واقف ہو جانے کے ساتھ ساتھ گیتان جلی کی شاعری سے محظوظ ہو جائے۔ دوسرے تراجم میں ٹیگور کے حوالے سے اس قدر تفصیلی معلومات نہیں ملتیں۔کتاب کے آغاز میں یہ تمام مضامین تقریباً پچاس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور ان مضامین نے " گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کے معنوی حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

خالد ترجمہ نگاری میں منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ان کے فنِ ترجمہ نگاری کے حوالے سے سید ضمیر جعفری لکھتے ہیں:

"ترجمے کے فن میں خالد خاص میلان رکھتے ہیں۔ سیفی ہو یا ٹیگور، وہ اصل مصنف کی انگلی پکڑ کر نہیں چلتے، بلکہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کی روح پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ان کا ترجمہ رسمی آئینہ نہیں ہوتا، ذوقی اور تخلیقی ہوتا ہے۔ غیر زبان کی کافر سے کافر نظم کو مسلمان کر کے وہ کچھ اس چاؤ چونچلے سے اپنے ادبی معاشرے میں جذب کر لیتے ہیں کہ نظم نووارد تو ہوتی ہے، اجنبی نہیں ہوتی بعض اوقات تو وہ دوسری زبان کی نظموں کو گویا بیاہ کر اپنے روپ میں مستقلاً لے آتے ہیں۔"(۲)

خالد سے پہلے انگریزی گیتانجلی کے علاوہ نیاز فتحپوری اور فراقؔ گورکھپوری کے نثری تراجم موجود تھے لیکن منظوم تراجم میں خالد کے سامنے کوئی باقاعدہ نمونہ موجود نہیں تھا۔ تاہم عبدالرحمٰن بجنوری نے جو دس پندرہ گیت کے منظوتراجم کیے تھے ان کا اگر جائزہ لیا جائے تو ان میں نثر کا عنصر غالب ہے۔ نظم میں جو بہاؤ، روانی اور بے ساختگی ہونی چاہیے، وہ عنقا ہے۔یوں معلوم ہوتا ہے جیسے نثر کو کھینچ تان کر نظم کا جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی ہے، جو بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمٰن بجنوری نے صرف چند نظموں کے ترجمے پر ہی اکتفا کیا اور پھر اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا۔ مثلاً ایک نظم کا ترجمہ عبدالرحمٰن بجنوری نے یوں کیا ہے:

"میں بھی تری نگاہِ الفت کا منتظر ہوں
بس اسی سبب سے مجھ کو تاخیر ہو رہی ہے
ہر چند ہو رہے ہیں زیادہ گناہ لیکن
قانون اور شریعت سے دشمنی ہے مجھ کو
آئین دہر سے ہوں میں برسرِ بغاوت
جلاد و محتسب سے ڈرتا نہیں ہوں اصلاً
جو چاہتے ہیں قائل معقول مجھ کو کرنا
میں تو تری نگاہِ الفت کا منتظر ہوں"(۳)

مندرجہ بالا گیت گیتان جلی کا سترھواں گیت ہے۔بظاہر ترجمہ منظوم ہے لیکن اس پر نثر کا گمان ہوتا ہے۔اس میں شعری آہنگ اور لب ولہجہ مفقود ہے۔انتہائی آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو اُس دور کے

مطابق نثر کے لیے زیادہ موزوں تھے۔اُس وقت نظم کا روایتی اور مخصوص انداز شاعر کی علمیت اور مہارت پر دلالت کرتا تھا،اس لیے نظم کی زبان مشکل اور فارسی نما ہوا کرتی تھی۔

اسی گیت کو خالد نے اپنے مخصوص انداز میں یوں ترجمہ کیا ہے:

"دلربا کا ہے انتظار مجھے
سونپ دوں تا کہ جسم و جان اسے
اسی آشوب و آزمائش میں
ہوئی تاخیر و التوا اتنی
اے خداوندِ راتق و فاتق
مجھ سے سرزد ہوئیں خطائیں بھی
جوق در جوق لوگ آتے ہیں
تورے، دستور، ضابطے لے کر
تا کہ ظالم کریں مجھے زنجیر
ہوں دعا گو: مجھے معاف رکھو!
یہ فقیر حقیر پُر تقصیر
اس لیے رہگزر پہ بیٹھا ہے
کہ ہے دلبر کا انتظار اسے"(۴)

"گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کی زبان اور اسلوب خالصتاً خالد کا اپنا ہے،جو شعریت سے بھرپور ہے۔اگرچہ اس پر عربی اور فارسی کا غلبہ ہے لیکن اس دور میں شاعری کا روایتی پیرایہ یہی تھا،اس لیے خالد کے الفاظ نظم کے لیے موزوں معلوم ہو رہے ہیں۔اگر یہ ترجمہ موجودہ دور میں ہوا ہوتا تو یقیناً اس کی زبان قاری کے لیے ناقابلِ قبول ہوتی ،لیکن ۱۹۶۲ء کے زمانے کے شعری تقاضوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو خالد کا اسلوب اور انداز بیان قابلِ ستائش ہے۔

گلِ نغمہ (گیتانجلی)" میں خیالات ٹیگور ہی کے ہیں۔لیکن ان خیالات کی ترسیل خالد نے اپنے مخصوص انداز میں کی ہے۔یوں کہا جائے کہ خالد نے روح تو ٹیگور سے اخذ کی ہے لیکن اس کو اپنے قالب میں ڈھالا ہے۔دراصل خالد کو عربی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا اور انھوں نے اپنی تحریروں میں اس کا بھرپور استعمال کیا ہے۔مندرجہ بالا نظم میں بھی خالد نے خداوند کی عظمت کے بیان کے لیے راتق و فاتق کے الفاظ استعمال کیے ہیں جو عربی کے الفاظ ہیں اور جن کا

مطلب ہے، "جوڑنے یا باندھنے میں لگا رہنے والا"، "سیاہ و سفید کا مالک"۔ اردو ترجمے میں اس طرح کے الفاظ نامانوس معلوم ہوتے ہیں، لیکن خالد کی خوبی یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی انہوں نے نامانوس اور ادق الفاظ کا استعمال کیا ہے، اس مہارت سے کیا ہے کہ قاری کو مفہوم سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آتی اور یہ الفاظ اردو زبان کا ہی حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس نظم میں "خداوند" کے ساتھ ہی "راتق وفاتق" کے الفاظ سے پڑھنے والا سمجھ جاتا ہے کہ اس کی بڑائی بیان کی جارہی ہے۔ شاعری میں بہر حال اس طرح کے نامانوس الفاظ کا استعمال شاعر کی علمیت کو ظاہر کرتا ہے، اس لیے زبان پر معمولی دسترس رکھنے والے بھی ان کا مفہوم فوراً سمجھ لیتے ہیں اور ان کو یہ الفاظ ناگوار نہیں گزرتے۔

اس ترجمے میں "توڑے" کا لفظ بھی عام فہم نہیں ہے، اس کا مطلب ہے "چنگیز خانی قانون، فرمانِ سلطانی، دستورالعمل"۔ لیکن چونکہ "توڑے" کے ساتھ ہی "دستور اور ضابطے" کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں، اس لیے قاری فوراً اس ترکیب کا مطلب سمجھ لیتا ہے۔ پھر خالدؔ نے ہر نظم کے مشکل الفاظ کو خط کشیدہ کر کے صفحے کے آخر میں ان کے معانی اور وضاحت بھی لکھی ہے جس کی وجہ سے مفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

سیف زلفی خالد کی اس خصوصیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ترجمہ۔۔۔ اس کی فطرتِ شعری کا جزو ہے۔ وہ اپنے بے پناہ مطالعے اور گھمبیر علمیت کا Outlet ترجمہ کو ہی سمجھتا ہے اور اس نے تراجم کے ذریعہ اردو زبان کو دوسری زبانوں سے آشنا ہی نہیں کیا بلکہ دوسری زبانوں کے خیالات و الفاظ کو اردو میں ایک مقام دیا ہے۔"(۵)

اردو زبان کی خوبی یہ ہے کہ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ اپنے اندر سمونے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ خالد نے غالباً اردو کی اسی وسیع دامنی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ترجمے میں عربی اور فارسی کے الفاظ و تراکیب استعمال کر کے اپنی علمیت اور زباندانی کا ثبوت دینے کی بھرپور کوشش کی ہے اور وہ اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ اس ترجمے کی انفرادیت اس کی شعریت ہے۔ خالد نے "گیتان جلی" کی اصل روح اور اس کی شعریت کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں اپنا پن پیدا کیا ہے۔ وہ لکیر کے فقیر بن کر نہیں رہے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے انہوں نے کئی نظموں میں ندرت پیدا کی ہے جو خوشگوار محسوس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر:

"توڑ لے شاخ سے یہ ننھا پھول
مجھے ڈر ہے کہیں یہ آتش تر
بجھ نہ جائے ہوائے صَر صَر سے
یہ مہکتا گہر، یہ خرمنِ زر

ہو نہ جائے بکھر کے، مرجھا کر
جزوِ گردو غبار و خاکستر!"[۶]

اس نظم میں خالد نے اپنی فطرت کے مطابق " آتشِ تر، ہوائے صرصر، گہر، خرمنِ زر، خاکستر جیسے عربی و فارسی کے الفاظ وتراکیب کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ نظم میں اردو کے الفاظ برائے نام ہی شامل ہیں اور یہی چیز " گلِ نغمہ " میں کھٹکتی ہے ۔یہاں عربی و فارسی تراکیب کا بے تحاشا استعمال کیا گیا ہے۔ تقریباً تمام نظموں میں تراکیب کا استعمال ہوا ہے۔ خالد نے نظموں کا تانا بانا ہی تراکیب سے بُنا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے خالد کے پاس الفاظ وتراکیب کا جو لا محدود ذخیرہ تھا، یہاں انہوں نے اسے بے دریغ خرچ کرنے کی ارادی کوشش کی ہے۔ یہاں اس قدر نئے الفاظ وتراکیب دیکھنے کو ملتی ہیں کہ قاری حیران رہ جاتا ہے۔ ان الفاظ وتراکیب سے خالد کی عربی اور فارسی پر مکمل دسترس کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً

"قدم گاہِ قدسی کو چھوتا ہے نغمہ
فلک سیر بال و پرِ زیر و بم سے
تقرب ہے یہ راگ رس کی بدولت
وگرنہ کہاں وصلِ خورشید و ذرّہ
شرابِ ترنم سے مدہوش ہو کر
پکارا میں مولا کو: اے یارِ جانی!"[۷]

تاہم خالد کے ہاں تراکیب کے بکثرت استعمال سے نظم کی روانی اور بہاؤ میں کوئی فرق نہیں پڑا، بلکہ شعریت ہر جگہ برقرار رہی ہے۔

بعض حضرات کا ماننا ہے کہ شاعری میں خالد کی مشکل پسندی اور عربی و فارسی الفاظ کے کثرتِ استعمال کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ غالبؔ اور اقبالؔ سے متاثر تھے۔ ظاہر ہے غالبؔ اور اقبالؔ اردو شاعری کے دو بڑے نام ہیں اور ان کے بعد آنے والے تقریباً تمام بڑے شعرا کسی نہ کسی حد تک ان سے متاثر ضرور ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے حسین سحرؔ لکھتے ہیں:

"خالد کی مشکل پسندی غالبؔ و اقبالؔ سے مختلف ہے۔ وہ فکری طور پر غالبؔ و اقبالؔ سے متاثر ضرور ہے، لیکن زبان کے معاملے میں دشوار پسندی اس کی اپنی ہے۔ اس کے ہاں ادق اور کسی حد تک اجنبی الفاظ کی کثرت اسی وجہ سے ہے کہ اس کے خیالات دقیق اور

عالمانہ ہیں۔ یقیناً وہ عوام کا نہیں، خواص کا شاعر ہے اور اس کی شاعری وسیع طالعے اور گہرے تفکر کی شاعری ہے۔"(۸)

خالد کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" میں خود کو مکمل طور پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بعض جگہوں پر انہوں نے اپنے روایتی ڈگر سے ہٹ کر انتہائی آسان اور عام فہم الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کی نظموں میں ہمیں جہاں خالد کی روایتی اور فطری مشکل پسندی دیکھنے کو ملتی ہے، وہیں سہلِ ممتنع کے نمونے بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں ہمیں خالد کا ایک نیا روپ دیکھنے کو ملتا ہے جو واقعی قابلِ تحسین ہے۔ ایسی نظموں میں بیان کی روانی اور سلاست ٹیگور کے انداز سے میل کھاتی ہے جس سے ٹیگور اور خالد ہمنوا بن جاتے ہیں اور کلام کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

"تُو دیتا ہے جب حکمِ نغمہ سرائی
تو دل شدتِ شوق و فرطِ طرب سے
سماتا نہیں پہلوئے ناتواں میں
کہ جیسے اسے مل گئی ہو خدائی
دلِ زار سرشار ہوتا ہے ایسے
تشکر کے اس عالمِ کیف و کم میں
پر و بال کھولے ہوئے کوئی طائر
سمندر پہ کرتا ہو پرواز جیسے"(۹)

نظم میں "نغمہ سرائی، شدتِ شوق، فرطِ طلب، پہلوئے ناتواں، دلِ زار، عالمِ کیف و کم، پر و بال، طائر اور پرواز" جیسے الفاظ و تراکیب عام فہم بھی ہیں اور نظم کی شاعری کے لیے انتہائی موزوں بھی معلوم ہو رہی ہیں۔ سلاست، شگفتگی اور شعریت سے بھرپور ایسے نمونے "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" میں جا بجا ملتے ہیں۔ در حقیقت الفاظ کے استعمال میں خالد بڑے محتاط ہیں اور انہیں لفظوں کے استعمال کا سلیقہ خوب آتا ہے۔

"گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ خالد نے نظموں میں کسی ایک آہنگ یا وضع کردہ ہیئت کو برقرار نہیں رکھا، بلکہ اس لحاظ سے یہاں کافی رنگارنگی ملتی ہے۔ خالد نے متنوع ہیئتیں استعمال کر کے واقعی اپنی فنکاری کا ثبوت دیا ہے۔ "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" میں آزاد نظم کی ہیئت کا استعمال بھی کیا گیا ہے لیکن اکثر نظمیں معریٰ کی ہیئت میں ہیں۔ خالد نے یہاں ہیئت کے نئے تجربات بھی کیے ہیں، جس میں وہ خاصے کامیاب رہے ہیں۔

یہی حال بحروں کا بھی ہے۔ اردو میں اگرچہ زیادہ تر بحریں اب مروج نہیں رہیں، لیکن خالد چونکہ عربی زبان و ادب کا گہرا علم رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے گنتی کی چند بحروں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بے شمار بحریں استعمال کر کے فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اس طرح کی مترنم بحریں عموماً مذہبی بھجنوں اور گیتوں میں استعمال ہوتی ہیں، جس سے گیت کی غنائی فضا برقرار رہتی ہے۔ چونکہ "گیتان جلی" بھی روحانی گیتوں کا مجموعہ ہے، اس لیے خالد نے بڑی چابکدستی سے مترنم بحریں استعمال کر کے اردو ترجمے میں جان ڈال دی ہے۔ ان کے ہاں عروضی نظام بڑا جاندار ہے۔
رفیقِ خاورؔ کے بقول:

> "اس نے گنتی کی عام طور پر مروج بحریں ہی نہیں بلکہ ۶۰ بحریں برتنے کی مثال قائم کی ہے۔ اور ان میں سے اکثر بحریں خاصی کامیابی سے نئے امکانات کے لیے راہیں وا کر کے برتی گئی ہیں۔"[(۱۰)]

اکثر بحریں مختصر ہیں لیکن اصل "گیتان جلی" کی نمایاں خصوصیت یعنی موسیقیت اور غنائیت برقرار رکھنے کے لیے انتہائی مناسب ہیں۔

ٹیگور ایک موسیقار تھے، اس لیے ان کی اس خصوصیت کی جھلک "گیتان جلی" میں نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتی ہے۔ گیتانجلی کے تقریباً تمام گیت موسیقیت اور غنائیت سے بھرپور ہیں اور یہی وہ مشترک خصوصیت ہے جو "گیتان جلی" کے تمام اردو تراجم میں موجود ہے۔ خالد نے بھی دیگر مترجمین کی طرح اس معاملے میں اپنا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔ "گلِ نغمہ (گیتان جلی)" کی بیشتر نظمیں موسیقیت کی عمدہ مثالیں ہیں۔ مثلاً

"ناؤ اب ندی میں مجھ کو چھوڑ دینی چاہیے
وقت ساحل پر گزرتا جا رہا ہے رائیگاں
حیف مجھ پر! کیا کروں گا میں یہاں
جا چکی فصلِ بہار
گل کدوں میں سنسناتی ہے خزاں"[(۱۱)]

خالد الفاظ کے مناسب استعمال پر بھرپور قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے نئے نئے الفاظ ڈھونڈ ڈھانڈ کر نکالے اور گل نغمہ کے گیتوں میں بڑی خوبی سے استعمال کیے۔ خالد کی اس کوشش سے اردو زبان کے دامن میں بے پناہ وسعت پیدا ہوئی اور کئی فارسی و عربی الفاظ اردو زبان کا حصہ بن گئے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالرحمٰن بجنوری، دیباچہ "گلِ نغمہ(گیتانجلی)"، عبدالعزیز خالد (لاہور: نثار آرٹ پریس مئی ۱۹۶۲ء) ص۹

۲۔ سید ضمیر جعفری، مضمون اردو شاعری کا عقابِ اعظم، مشمولہ،"ماہنامہ تحریریں۔عبدالعزیز خالد نمبر"(لاہور: چوک اردو بازار مارچ ۱۹۷۵ء) ص۹۷

۳۔ عبدالرحمٰن بجنوری، دیباچہ "گلِ نغمہ (گیتانجلی)"عبدالعزیز خالد، ص۱۹

۴۔ گلِ نغمہ (گیتانجلی)، ص۷۵۔۷۶

۵۔ سیف زلفی، مضمون، پہچان، مشمولہ "ماہنامہ تحریریں۔عبدالعزیز خالد نمبر"، ص۵۶

۶۔ گلِ نغمہ (گیتانجلی)، ص۴۹

۷۔ ایضاً ص۴۱

۸۔ حسین سحر، مضمون، ایک عظیم شاعر، مشمولہ" خالد۔ شخص و شاعر"مرتب حسین سحر (لاہور: آئینۂ ادب ۱۹۷۶ء) ص ۱۸۲۔۱۸۳

۹۔ گلِ نغمہ (گیتانجلی)، ص۳۹۔۴۰

۱۰۔ رفیق خاور، گلِ نغمہ، مشمولہ "ماہنامہ "تحریریں۔عبدالعزیز خالد نمبر"، ص۲۶۶

۱۱۔ گلِ نغمہ (گیتانجلی)، ص۸۶

References in Roman Scripts:

1. Abdur Rahman Bijnori, Deebacha, “ Gul-e-Naghma” Abdul Aziz Khalid(Lahore:Nisar Art Press May 1962)pg. 9
2. Syed Zameer Jaffey, Mazmoon Urdu Shaeri ka Uqaab e Azam, Mashmoola” Mahnama Tehreerein- Abdul Aziz Khalid Number (Lahore: Chowk Urdu Bazar March 1975)pg.97
3. Abdur Rahman Bijnori, Deebacha, “ Gul-e-Naghma(Geetanjali)” Abdul Aziz Khalid، pg.۱۹
4. Gul-e-Naghma(Geetanjali), pg. 75-76
5. Saif Zulfi, Mazmoon, Pehchan , Mashmoola” Mahnama Tehreerein- Abdul Aziz Khalid Number, pg.56
6. Gul-e-Naghma(Geetanjali),pg.49
7. Ibid, pg.41

8. Hussain Sahar, Mazmoon, Aik Azeem Shaaer, Mashmoola" Khalid- Shakhs o Shaaer" Murattib Hussain Sahar (Lahore:Ayeena e Adab 1976) pg.182-183
9. Gul-e-Naghma(Geetanjali), pg.39-40
10. Rafeeq Khawar, Gul-e-Naghma , Mashmoola" Mahnama Tehreerein- Abdul Aziz Khalid Number ,pg.266
11. Gul-e-Naghma (Geetanjali), pg.86